بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَلَّ بِهَا الْبَلَآءُ

آئے گی ان پر بلا

تمام تعریفیں ربِّ کائنات کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا تخلیق کرنے والا ہے۔ اس رب العالمین کا ہم پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہم انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا۔ تمام مخلوقات پر ہمیں برتری فرمائی اور ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل بھیجے تاکہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائیں تاکہ ہم دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرسکیں اور اس کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے بچ سکیں۔ کروڑوں رحمتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے آخری و سچے نبی حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے حق کو واضح کردیا، ہدایت و گمراہی کو الگ الگ کردیا۔ آپ ﷺ نے وہ تمام کام بیان فرمادیئے جن سے اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا حاصل ہوتی ہے اور ان برائیوں کی نشاندہی بھی فرمادی جن کے کرنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور عذاب آتا ہے۔

۸۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کا زلزلہ جس نے تقریباً سارے آزاد کشمیر کو آنِ واحد میں کھنڈر بنادیا، ہم زندہ بچ جانے والوں کے لئے داستانِ عبرت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ■ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾

''بتاؤ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا؟ اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کردیا ہے، پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا'' [القمر : ۱۶–۱۷]

کیا ہم اس ناگہانی آفت کو کوہ ہمالیہ کے نیچے زمینی پلیٹوں کی حرکت سمجھ کر ایک سائنسی وجہ قرار دے کر مطمئن ہوجائیں یا زلزلہ کو ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں دیکھیں اور

www.ahlulhadeeth.net

وہ وجوہ تلاش کریں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے غیض وغضب کا باعث بنتی ہیں۔ ایک ماں اپنے معصوم بچے پر اتنی شفیق ومہربان نہیں جتنا اللہ رب العالمین اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔ اتنے رحیم و کریم پروردگار، جس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے، کا ماہ رمضان کے رحمت والے عشرے میں ناراض ہونا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ زلزلہ ہمارے اعمالِ بد کی سزا ہے۔ امریکہ میں طوفان (Hurricane Katrina) آئے تو ہم سب اسے کافروں پر عذاب سے تعبیر کریں اور اسے افغانستان وعراق میں امریکی مظالم کی وجہ بتلائیں، مشرق بعید میں سونامی (Tsunami) تباہی پھیلائے تو ہمارے علماء وعوام یک زبان ہوکر اسے مکافاتِ عمل گردانیں، لیکن جب ہم اس سے دوچار ہوں تو اسے عذابِ الٰہی تصور ہی نہ کریں بلکہ سائنسی وجہ قرار دے دیں۔ کیا یہ خودفریبی و ناانصافی نہیں؟؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے اتنے فرمانبردار اور چہیتے ہیں کہ ہم پر اس کی ناراضگی بعید از قیاس ہے؟ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر اپنے رب کے باغی بن چکے ہیں اور سرکشی و پے در پے گناہ کے سبب اسلام سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ عذاب الٰہی کو دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جب انسان اس پیمانے پر بھٹک جائیں اور اپنے رب کے غضب کو بھول جائیں تو ایسی آفات ومصائب کا نزول اچنبھے والی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ قوموں کی نافرمانی اور ان کی تباہی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ▪ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ▪ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ▪ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ▪ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ▪ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ▪ ﴾

’’پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا، ان میں سے بعض پر ہم نے

www.ahlulhadeeth.net

پتھروں کا مینہ برسایا، اوران میں سے بعض کوزور آور سخت آواز نے دبوچ لیا، اوران میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اوران میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔" [العنکبوت : ٤٠]...

آیئے حدیث رسول ♏ کی روشنی میں ان اسباب پر نظر ڈالتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث بنتے ہیں۔

حضرت علی ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے تو ان پر بلائیں اتریں گی۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ♏ وہ کام کون سے ہیں؟ آپ ♏ نے فرمایا:

۱۔ جب مال غنیمت کو دولت سمجھ لیا جائے۔ ۲۔ اور جب امانت کو مال غنیمت بنا لیا جائے۔

۳۔ اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ ۴۔ اور جب آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے۔

۵۔ اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے۔ ۶۔ اور اپنے دوست سے (تو) بھلائی کرے (لیکن)

۷۔ اپنے باپ پر ظلم کرے۔ ۸۔ اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں۔

۹۔ قوم کا رئیس ان کا ذلیل ترین آدمی ہو۔ ۱۰۔ اور آدمی کی تعظیم کی جائے اسکی برائی کے خوف سے،

۱۱۔ اور پی جائے شراب۔ ۱۲۔ اور پہنے جائیں ریشم کے لباس۔

۱۳۔ اور رکھی جائیں گانے والی لونڈیاں۔ ۱۴۔ اور لئے جائیں باجے۔

۱۵۔ اور اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں۔

"تو انتظار کرو اس وقت سرخ ہوا کا اور زمین میں دھنس جانے کا اور چہروں کے مسخ (بگڑ) ہو جانے کا۔" (جامع ترمذی).. یہی نشانیاں ترمذی میں ہی حضرت ابوہریرہ ◆ کی

روایت میں بھی مذکور ہیں جہاں آپ ﷺ نے ایک بات مزید بیان فرمائی: ''اور جب سیکھا جائے علم واسطے غیر دین کے۔''

نیز (۶۔۷ پر) فرمایا: ''آدمی اپنے دوست سے قریب رہے اور اپنے باپ سے دور رہے''

اور (۹ پر) فرمایا: ''اور قبیلے کا سردار ان میں سے برا آدمی ہو اور قوم کا رئیس ان میں سے ذلیل ترین آدمی ہو۔''

اور (۱۳۔۱۴ پر) فرمایا: ''اور ظاہر ہوں گی (پھیل جائیں گی) گانے والیاں اور باجے۔''

اسی طرح آخر میں فرمایا: ''اس وقت انتظار کرو سرخ ہوا کا اور زلزلے کا اور زمین میں دھنس جانے کا اور صورتوں کے بگڑ جانے کا اور آسمان سے پتھر برسنے کا اور پے در پے نشانیوں کے ظاہر ہونے کا جس طرح کہ کسی لڑی کا پرانا دھاگہ ٹوٹ جائے تو پے در پے دانے گرنے لگتے ہیں۔'' (اسی طرح جلدی جلدی آثار قیامت کا ظہور ہوگا)۔

اس حدیث پر اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے جتنی پیشنگوئیاں فرمائیں سب ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ کسی بھی پیشنگوئی کا انتظار نہیں۔ سفر دنیا میں ان اعمال کی سزا کا بھی سچے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان بداعمالیوں کی سزا کا وقوع پذیر ہونا یقینی تھا اور ہے۔

آیئے ان پندرہ خصائلِ بد کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ کس طرح ہمارے معاشرے میں حلول کئے ہوئے ہیں اور عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

۱۔ غنیمت کا دولت بن جانا: یعنی غنی لوگ غنیمتوں کو جو شرعی حکم کے لحاظ سے نازیوں کا حق ہے،

www.ahlulhadeeth.net

اپنے تصرف میں لائیں گے اور حق داروں کو اس سے محروم رکھا جائے گا۔

۲۔امانت کا غنیمت بن جانا: امانت کے غنیمت بن جانے کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی اکثریت اس ستم کا شکار ہے۔ امانت کو ایک لوٹ کا مال سمجھا جاتا ہے اور امانت میں خیانت کرنا لوگ اپنا حق تصور کرتے ہیں۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت والے کو ٹھیک طریقے سے لوٹا دے۔'' خائن کے بارے میں مختلف احادیث صحیحہ میں وعید موجود ہے اور خیانت کو منافقت کی ایک نشانی بھی بتایا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تمہیں امانت سپرد کرے اس کی امانت ادا کرو اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت مت کرو۔'' [ابو داؤد۔ترمذی]۔

۳۔زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا: قرآن مجید میں جہاں بھی نماز قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے وہیں زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم ہے۔ یہ اسلام کا ایک رکن اور اہم فریضہ ہے۔ کلمہ گو منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان جہاد کیا اور کہا کہ جب تک ایک رسی بھی جو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بطور زکوٰۃ) دیتے تھے، مجھے نہ دیں گے، میں ان کے ساتھ لڑوں گا۔ ہمارے معاشرے میں بھی مالدار لوگوں کی اکثریت اس اہم اسلامی حکم سے روگرداں ہے۔ شیطان کی راہ میں مال کبھی پتنگوں کی صورت میں اور کبھی شادی بیاہ کی رسومات کی شکل میں فضول خرچی کی نذر کر کے خوب اڑایا جاتا ہے اور سال میں ایک دفعہ اپنے مال پر صرف اڑھائی فیصد رقم بھی ایک بارگراں نظر آتا ہے۔ ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو اللہ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ دولت قیامت کے

www.ahlulhadeeth.net

دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں گے اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نکتے ہوں گے پھر وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" [صحیح بخاری]۔

۴۔ بیوی کی تابعداری: ہمارا معاشرہ اس بیماری کا بھی بری طرح شکار ہو چکا ہے۔ ماں جو اپنے پیٹ میں بچے کو پالتی ہے، بہو کے آتے ہی اپنے بیٹے کے ہاتھوں ذلیل ہونے لگتی ہے۔ یہ امر بعید از عقل ہے کہ بیوی، جو عمر اور مرتبہ میں اپنی ساس کے لئے اولاد (یعنی بیٹی) کی مانند ہے، ساس سے برابری کی بنیاد پر معاملات چلانا چاہتی ہے اور شوہر کو اپنے زیر نگین رکھنا چاہتی ہے۔ اگر بیٹا کہیں ماں کا فرمانبردار ہو تو کبھی اسے Mama's Boy اور کبھی دودھ پیتا بچہ کہہ کر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔ شوہروں کی ناک میں نکیل ڈال کر بیویاں ان پر مسلط ہو جاتی ہیں اور شوہر ان کے تابعدار بن کر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔

۵۔ ماں کی نافرمانی: حضرت مغیرہ ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔" [صحیح مسلم، صحیح بخاری]۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی کتنا بڑا گناہ ہے۔ لیکن شرعی احکام سے ناواقف مرد حضرات کے لئے ماں کی نافرمانی آسان اور بیوی کی مشکل ہے۔ ماں کی نافرمانی کے جرم نے خاندان کو یکجا رکھنے کے اسلامی تصور کو بھی پامال کر دیا ہے اور ماں سے الگ ہو کر بیوی کی غلامی کرنا ایک رواج بن گیا ہے۔

۶/۷۔ دوستوں کو عزیز رکھنا اور باپ کو دور رکھنا: باپ اپنی اولاد کی خاطر اپنی جوانی، خواہشات، امنگیں، آرزوئیں، غرضیکہ سب کچھ قربان کر دیتا ہے اور اولاد کو اچھا دیکھنے کی خاطر دن رات محنت

کرتے ہوئے ایک مشین بن جاتا ہے۔لیکن یہی اولاد جب جوان ہوتی ہےتو دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوکر باپ ہی سے بیگانہ ہونے لگتی ہے۔اسے اپنے وہ یار دوست اچھے لگتے ہیں جو بظاہر دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن اسے برائی کے رستہ پر دھکیلتے چلے جاتے ہیں۔یہاں تک کہ اسے تعلیم سے بیگانہ اور سگریٹ نوشی اور منشیات کی لت لگا دیتے ہیں۔راتوں کو دیر تک گھر سے باہر رہنا، سڑکوں پر آوارہ گردی کرنا، مارکیٹوں میں بے مقصد گھومنا اور اپنی نظر کو گناہ آلود کرنا ،غل غپاڑہ، شور شرابا اور لڑائی جھگڑا کرنا، اپنے نام نہاد دوستوں کو راضی کرنے کے لئے شریعت واخلاق کو پس پشت ڈال دینا اسے گوارا ہوتا ہے۔اگر باپ اسے ان خرابیوں سے منع کرےتو اسے ناگوار گزرتا ہے۔خاص طور پر باپ اگر دیندار ہوتو ایسی اولاد کو باپ کی ''ملامت'' بہت گراں گزرتی ہے اور وہ کسی نہ کسی طور اس سے چھٹکارا پانے کی خواہشمند ہوتی ہے۔یہاں تک کہ دوستوں کی محفل میں ''مہذب'' بننے والے باپ کے ساتھ بدتہذیبی اور گالی گلوچ سے بھی نہیں چوکتے۔اور اگر باپ زیادہ عمر رسیدہ ہوتو حلقۂ یاراں میں اس کے لئے ''بڈھے'' کا لفظ استعمال کرتے ہوئے اپنے باپ کا خود ہی مذاق اڑا کر خوش ہوتے ہیں۔اگر بدقسمتی سے باپ بیمار، دائمی مریض یا معذور ہوتو ایسی اولاد ہر وقت اس کے مرنے کی منتظر رہتی ہے کہ کب اس کی جان آزاد ہو۔ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی چند سال کی جوانی کے بعد ان پر بھی یہی دور آنے والا ہے پھر انہیں بھی اپنی اولاد سے اسی سلوک کا منتظر رہنا چاہئے۔

لہٰذا اولاد کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے تا کہ اس کی اولاد اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔اور اسے دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل ہوسکیں۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ♏ نے فرمایا کہ اللہ کی رضامندی والد کی

رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔[جامع ترمذی]۔والدے حسن سلوک کی تاکید اتنی زیادہ ہے کہ مسلم کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کے باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرو اور باپ کی محبت کا حق ادا کرو۔اللہ تعالیٰ اولادوں کو توفیق دے کہ وہ والدین سے حسنِ سلوک روا رکھ سکیں۔آمین

۸۔مسجدوں میں آوازوں کا بلند ہونا: اس سے مراد وہ جھگڑے ہیں جو کبھی چندے، کبھی عہدے اور کبھی دینی مسائل پر مساجد میں ہوتے رہتے ہیں۔شائد ہی کوئی مسجد ہو جس میں اقتدار اور مال کی کھینچا تانی نہ ہو۔لوگ بازار اور مسجد میں فرق ہی نہیں سمجھتے۔جس طرح بازار میں جھگڑے کے وقت آواز بلند کی جاتی ہے اسی طرح مساجد کے احترام کو بھی خاطر میں نہیں لایا جاتا۔اسلام میں اجتماعیت کے تصور کی بنیاد ہی مسجد ہے۔پانچ وقت کی باجماعت نماز یکجہتی کا ایک انمول سبق دیتی ہے۔لیکن آج مساجد میں جھگڑوں کے فتنے نے محبت و اخوت کے احساس میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔

۹۔فاسق کا قوم کا سردار ہونا: قرونِ اولیٰ میں نیک اور صالح لوگوں کو قبائل اور اقوام کی سرداری سونپی جاتی تھی۔بلکہ وہ عہدے لینے سے جھجکتے تھے کیونکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کا ڈر تھا۔اسی ڈر کی بدولت آدھی دنیا کے حکمران حضرت عمر ؓ راتوں کو مدینے کی گلیوں میں گشت کرتے اور کہتے کہ اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے باز پرس کر لی تو میں کیا جواب دوں گا۔لیکن آج کل حالات یکسر مختلف ہیں۔عہدے حاصل کرنے کے لئے لوگوں کا قتل تک کرایا جاتا ہے۔جنگل کے قانون کے تحت جو زیادہ طاقتور ہوتا ہے وہ کرسی پر براجمان ہو جاتا ہے۔

؎ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد

چنانچہ برادری، قومیت اور تعصب کی بناپر کمینے، رذیل اور ذلیل بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فاسق، فاجر اور جاہل قسم کے لوگ الیکشن میں حصہ لیتے اور منتخب کر لئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی سلجھا ہوا، پڑھا لکھا شریف آدمی الیکشن میں کھڑا ہوتو اسے بدترین حربے استعمال کر کے بٹھادیا جاتا ہے یا غنڈہ گردی اور بد دیانتی کے ذریعے ہرادیا جاتا ہے۔ ایسی بری خصلتوں کے حامل لوگ جب اقتدار میں آتے ہیں تو ان کے پیش نظر صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ جس قدر کثیر رقم خرچ کر کے انہوں نے الیکشن لڑا ہوتا ہے اس رقم کی بمع منافع کے واپسی ان کا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ سرکاری خزانے کو شیرِ مادر سمجھ کر بے دریغ ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔ ملکی زمین کو باپ کی جائداد سمجھ کر اپنے نام الاٹ کرالیا جاتا ہے۔ سرکاری سودوں میں اپنی کمیشن کی خاطر ملک کو کروڑوں کا نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ عوام پر ظالمانہ ٹیکس لگا کر اپنی عیش وعشرت کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ مصیبت زدگان کے لئے آنے والی امداد اپنے اکاؤنٹس اور گوداموں میں جمع کر لی جاتی ہے۔ عوام کے خون سے اپنے محلات میں آبنوسی شمعیں روشن کرنے اور غریبوں کا لقمہ چھین کر اپنے پیٹ کو پُر تکلف کھانوں سے بھرنے والے یہ ''معزز'' رئیسِ قوم، ملک وقوم کو غیروں کے ہاتھ بیچ ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

؎ قومے فروختند و لے چہ ارزاں فروختند

(ملک وقوم کو بیچ دیا، آہ کس قدر سستا بیچ دیا۔)

۱۰۔ برائی کے ذریعے تنظیم: اس کا مشاہدہ آپ روزمرہ زندگی میں کرتے ہی ہوں گے کہ موجودہ دور میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق طاقت کا ناجائز استعمال اپنے عروج پر ہے اور نسبتاً

کمزور لوگ طاقتور کی برائی کے ڈر سے اس کی عزت کرنے میں ہی عافیت تصور کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿... اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط ﴾ [الحجرات : ۱۳] ...

''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

۱۱۔شراب کا پیا جانا: اس گناہ کی کثرت بھی آپ معاشرے میں دیکھ رہے ہیں۔نام نہاد اسلامی ممالک میں کثرت کے ساتھ اعلانیہ طور پر شراب پی جاتی ہے۔جن ممالک میں ''ملا لوگوں'' کی ''دہشت گردی'' کا اندیشہ ہوتا ہے وہاں ''بڑے بڑے'' ہوٹلوں، کلبوں اور محلات میں مے نوشی کی محفلیں سجائی جاتی ہیں جبکہ اسلام میں شراب کو ''ام الخبائث'' (تمام برائیوں کی ماں) قرار دیا گیا ہے۔غیر مسلموں کو پلانے کے بہانے شراب کے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔حضرت انس ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ♏ نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے: ۱) دوسروں کے لئے شراب بنانے والے پر، ۲) خود اپنے لئے شراب بنانے والے پر۔ ۳) اس کے پینے والے پر۔ ۴) اس کے پلانے والے پر، ۵) شراب لے کر جانے والے پر، ۶) جس کے لئے شراب لے جائے، اس پر، ۷) شراب بیچنے والے پر، ۸) شراب خریدنے والے پر، ۹) شراب تحفہ میں دینے والے پر۔ ۱۰) اور شراب کی آمدنی استعمال کرنے والے پر۔ [جامع ترمذی]..

۱۲۔ریشم کا لباس پہننا: شریعت اسلامیہ میں مردوں کے لئے ریشم کے لباس کی ممانعت ہے جبکہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔چنانچہ احادیث نبویہ ♏ میں مردوں کو سختی سے ریشم کے لباس سے روکا گیا ہے۔ارشاد نبوی ♏ ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، اسے آخرت میں ہرگز نہیں پہنایا جائے گا۔'' (صحیح بخاری) ..(یعنی ایسا شخص جنت کے لباس ریشم سے محروم رہے گا)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' (صحیح بخاری)..

مذکورہ بالا احادیث نبوی ﷺ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو نظر آئے گا کہ مرد حضرات خالص ریشم کے لباس کی تلاش میں رہتے ہیں اور اسے پہننا اپنے لئے باعثِ عزت و افتخار اور امارت کی نشانی سمجھتے ہیں۔

۱۴/۱۳۔ گانے والیوں اور باجوں کا ظاہر ہونا (پھیل جانا): اس گناہ سے کسی مسلمان کا گھر، گاڑی، دفتر دکان، غرضیکہ کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں۔ شیطان نے لوگوں کو کثرت سے اس گناہ کی طرف راغب کرلیا ہے۔ گاجے باجے اس طرح ہماری زندگیوں کا حصہ بن چکے ہیں کہ اب اکثریت اس کو گناہ ہی تصور نہیں کرتی۔ بازاروں اور گلیوں میں حتیٰ کہ مساجد کے قرب و جوار میں موسیقی کا بجنا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ نوجوان اپنی گاڑیوں میں، کسان اپنے ٹریکٹر پر، درزی مشین چلاتے ہوئے اور مزدور فیکٹری میں اونچی آواز سے موسیقی سے لطف اندوز ہونا اتنا ہی ضروری سمجھتے ہیں جتنا زندہ رہنے کے لئے خوراک کو۔ یہاں تک کہ کفار کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی اس شیطانی کام کو روح کی غذا تصور کرنے لگے ہیں۔ عام استعمال کی چیزوں میں موسیقی کو بلا وجہ داخل کردیا گیا ہے۔ کمپیوٹر، ٹیلیفون، موبائل اور دیگر الیکٹرانک آلات کے سازو سامان کے بٹنوں کی ہر حرکت پر میوزک بجنے لگتا ہے۔ آج سے چند سال پہلے کیا کوئی شخص یہ تصور کرسکتا تھا کہ مساجد میں میوزک بجا کرے گا؟؟ لیکن اب ہر شخص دیکھ اور سن رہا ہے کہ عام مساجد تو کیا حرمین شریفین میں بھی لوگوں کے موبائل اچانک موسیقی کی دھنیں بکھیرنے لگتے ہیں۔ شیطان یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اس کی آواز (موسیقی اور گانے) کے ساتھ لوگ کس طرح اللہ کے گھر کی حرمت پامال کررہے ہیں۔ موسیقی نے مسلمان کو اسلام سے اتنا دور کردیا ہے کہ اب اس کے پاس موسیقی سننے کے لئے تو بہت وقت ہے مگر قرآن و حدیث پڑھنے کا بالکل وقت نہیں۔

www.ahlulhadeeth.net

حضرت جابر ◆ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گانا انسان کے دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی گھاس پات (کھیتی) اگاتا ہے۔''[مشکوٰۃ ۔ البیہقی] ۔ نفاق کے غلاف میں لپٹا ہوا دل اسلامی شعائر سے ایسے بھاگتا ہے جیسے شیطان اذان سن کر بھاگتا ہے۔

۱۵۔ پچھلوں کا اگلوں پر لعنت کرنا: اس کے غالباً دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ہر بعد میں آنے والا کہے گا یہ برا کام اگلا کر کے گیا ہے۔ حکمران بھی اگلوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے کہیں گے کہ ہمیں خزانہ خالی ملا۔ دوسرے معنی یہ کہ بعض لوگ صحابہ ◆ پر تبرّا کریں گے اور نبی ﷺ کے زندگی اور قبر و حشر کے ساتھیوں پر لعنت ملامت کریں گے۔ نعوذ باللہ من ذلك

ترمذی کی ہی ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ایک نشانی مزید بیان فرمائی:

اور جب علم سیکھا جائے واسطے غیر دین کے: عقلِ سلیم یہ تسلیم کرتی ہے یہ زندگی چند روزہ ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یہی دین اسلام کی تعلیمات اور ہمارا ایمان بھی ہے۔ لیکن کیا وجوہات ہیں کہ چند روزہ زندگی کو پانے اور سنوارنے کے لئے تو ہم اتنی محنت کرتے ہیں اور ہیشگی کے گھر، آخرت کو ہم یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں؟؟ آج ہم پر اپنے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پر ڈاکٹر، انجینئر اور سائنسدان بنانے کی دھن سوار ہے مگر دینی علوم کو ہماری زندگی میں ثانوی حیثیت بھی حاصل نہیں۔ دنیاوی علوم، جو حقیقت میں علوم نہیں فنون ہیں، میں ایک دوسرے پر برتری لے جانا تو باعث فخر ہے لیکن دین کی بنیادی باتوں سے ناواقفی پر شرم کا احساس تک نہیں۔ دوسرا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ دین کا علم سیکھنے والوں کی کثیر تعداد بھی معاشی نقطہ نظر سے دین سیکھتی ہے کہ کس طرح علم دین سے دنیاوی فوائد حاصل کیے جائیں گے۔ الا ماشاء اللہ۔ ان کے پیش نظر نوکری کا حصول دنیاوی جاہ و منصب کی طلب، معاشرہ میں عزت و وقار کی خواہش،

لوگوں کو مرید بنا کر ان سے نذرانے لینا اور دین کے نام پر دکانداری چمکانا اور دیگر دنیاوی اغراض کا حصول ہوتا ہے۔ جبکہ آئمہ کرام ومحدثین نے اپنی جان ومال کی قربانیاں دے کر اور سخت صعوبتیں اٹھا کر علم دین سیکھا اور لوگوں تک پہنچایا۔

ان پندرہ گناہوں کے مطالعے کے بعد ہم اگر اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں تو ہمیں آئینہ نظر آجائے گا اور ان وجوہ سے بھی ہم آگاہ ہو جائیں گے جو رب کی ناراضگی کا باعث ہیں مگر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہم ان پر مصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں قوم یونس ◆ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴾

"چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس ◆ کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت تک کے لئے زندگی سے فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا۔" [یونس : ۹۸]... یہ واقعہ یوں ہے کہ جب یونس ◆ کی قوم نہ مانی اور ایمان کا انکار کیا تو یونس ◆ نے اعلان کیا کہ فلاں دن تم پر رب کا عذاب نازل ہوگا اور خود وہاں سے نکل گئے۔ جب عذاب بادل کی طرح ان پر اُمڈ آیا تو وہ بچوں، عورتوں حتیٰ کہ جانوروں سمیت ایک میدان میں جمع ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور عذاب کو ان سے ٹال دیا۔ اللہ کا عذاب آجانے کے بعد نہیں ٹلتا، مگر قوم یونس ◆ واحد قوم ہے جس کی توبۃ النصوح کو اللہ تعالیٰ نے منڈلاتے ہوئے عذاب میں شرف قبولیت بخشا۔

اے مسلمانو! اگر قومِ یونس ◆ عذاب الٰہی دیکھ کر توبہ کرتی ہے اور ایمان لاتی ہے تو رب اس سے اپنا عذاب ٹال دیتا ہے۔ مگر 8۔ اکتوبر 2005 کے زلزلے کے بعد کم و بیش مزید 1000 زلزلوں (After Shocks) کا آنا ثابت کر رہا ہے کہ ہم نے توبہ نہیں کی۔ محکمہ موسمیات کر سربراہ جب یہ تقریر کر رہے تھے کہ زلزلوں کی شدت میں بتدریج کمی آتی جائے گی تو اسی وقت ایک شدید زلزلہ آیا۔ جس کی قوت ریکٹر سکیل پر 6.2 تھی۔ سربراہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ جھٹکے صرف دو ہفتوں تک محسوس کیے جائیں گے۔ مگر ایک ماہ گزر جانے کے بعد بھی زمین لرزتی رہی۔ رب نے سچ فرمایا ہے: ''جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔''

مقامِ افسوس ہے کہ ایک لاکھ افراد کا آنِ واحد میں لقمۂ اجل بن جانا ہمارے لئے باعثِ عبرت نہ بن سکا اور ہم اسی روش پر قائم ہیں جس پر زلزلہ آنے سے پہلے تھے۔ ملکی خزانہ اسی طرح لوٹا جا رہا ہے۔ خائن امانت دار نہیں بن رہا، زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی و کاہلی پر ہم قائم ہیں۔ علم، دنیا میں عزت و اجارہ داری کے لئے ہی حاصل کیا جا رہا ہے۔ شریعت کی مخالفت میں بیوی کی تابعداری جاری ہے، ماں کے ساتھ لونڈی جیسا سلوک جاری ہے۔ ہمارے دوست یار ہمارے والد پر سبقت لئے ہوئے ہیں۔ مساجد میں اقتدار کی لڑائی میں آواز بلند ہو رہی ہے۔ فاسق لوگوں کو ہم خود قوم کا سردار بنا چکے ہیں۔ کمینے رئیس بن چکے ہیں۔ برے اور بے دین لوگوں کی معاشرے میں عزت ہے۔ گانا بجانا زندگی بن چکا ہے اور ہر گھر میں اور گاڑی میں موسیقی بجائی اور سنی جاری ہے، شراب کثرت سے پی جارہی ہے اور گزرے ہوئے لوگوں پر لعنت کی جارہی ہے۔

اے زندہ بچ جانے والو! سوچو! ہم نے اپنی روش کیوں نہ بدلی؟ گناہوں سے توبہ کیوں نہ کی؟ کہیں ہمارے دل سخت تو نہیں ہو گئے؟ کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے شرک، بدعت اور سرکشی میں بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔

www.ahlulhadeeth.net

- ملاوٹ، دھوکہ دہی اور رشوت خوری اسی انداز سے جاری ہے۔
- سڑکوں پر عریاں بل بورڈز اور فلموں کے پوسٹرز اسی طرح آویزاں ہیں۔
- قوم سود خوری کو تجارت سمجھ کر کبھی گاڑیاں اور کبھی قرضہ لے رہی ہے۔
- عدالتوں میں انصاف کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔
- ہمارے دلوں پر موسیقی کا راج قائم ودائم ہے۔
- فیشن اور فلم بینی کے نام پر فحاشی کے ساتھ سمجھوتہ جاری ہے۔
- مستحقین کی امدادی رقوم وسامان میں خرد برد ہورہا ہے۔
- حلال وحرام کے مابین تمیز اٹھتی جارہی ہے۔
- اب بھی ہماری آخری آرامگاہ (قبر) ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔
- کیا ہم اب بھی کسی نئی آزمائش کے منتظر ہیں؟

آئیں! اس سے پہلے کہ ہم مزید کسی ناگہانی آفت کا شکار بنیں، اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں تقویٰ جیسی نعمت سے نوازے اور ہمارے گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم دنیا و آخرت میں اس کے عذاب سے دوچار نہ ہوں۔ آمین